

بیٹھے رہئے میں تک جاؤں گا تو آپ کو اٹھادوں گا اور میں بیٹھ جاؤں گا۔ اچھا میں
مالتی ملے کی صدر ہوئی ہیں۔ کھنا صاحب کچھِ العام دلوائیے ۔“
کھننا نے روئی صورت بننا کر گیا۔ اب مشرمنتا پر زنگاہ ہی میں تو گر گیا۔“
مہتا کی تقریر شروع ہوئی : دیوبنواجب میں اس طرح آپ کو مخاطب کرتا
ہوں تو آپ کو کوئی بات لفڑتی نہیں۔ آپ اس عزت کو اپنا حنفیتی ہیں۔ مگر گیا
آپ نے کسی عورت کو مردوں کے لئے دیوتا استعمال کرتے سنا ہے؟ اسے آپ
دیوتا کہیں تو وہ سمجھے گا کہ آپ اسے بنا رہی ہیں۔ آپ کے پاس دان کے
لئے دیا ہی، بھگتی اور تیاگ ہے۔ مرد کے پاس دان کے لئے کیا ہے؟ وہ دیوتا نہیں
یوتا ہے۔ وہ حقوق کے لئے ہنسا کرتا ہے، لڑتا ہے اور فتنہ فدا اٹھاتا رہتا ہے۔“
تالیاں سمجھیں۔ رائے صاحب نے کہا : عورتوں کو خوش کرنے کا اس نے کتنا
اچھا ڈھنگ نکالا ہے۔“

بھلی کے ایڈیٹر کو برا لگا : کوئی نئی بات نہیں، میں کتنی ہی بار بھی کہہ چکا
ہوں ۔“

نہ آئے بڑھے : اس لئے جب میں دیکھتا ہوں کہ ہماری ترقی یافتہ
دیوبن بھگتی اور تیاگ کی زندگی سے آن کر لانا فنا د اور مہتا کی زندگی کی طرف
دوڑ رہی ہیں اور سمجھ رہی ہیں کہ اسی میں سکھ ہر تو میں انھیں مبارکباد نہیں دیکتا۔“
سرخ کھانے مالتی کی طرف غور سے دیکھا۔ مالتی نے گردن جھکتا۔
خورشید لوے : اب کہیئے۔ مہنا دلیر آدمی ہے۔ پچ بات کہتا ہے اور منحصرہ
بھلی کے ایڈیٹر نے ناک سلکری : اب وہ دن لد لئے جب دیوبن ان
چھتوں میں آجائی تھیں۔ ان کے حقوق ہستم کرتے جاؤ اور کہتے ہاؤ کہ آپ دیوبن
ہیں، ماں ہیں، پچھلی ہیں ۔“

ہتا آگے بڑھے یہ عورت کو مر کے بھیں میں مردانہ کاموں میں مشغول دیکھ کر
مجھے اسی طرح دکھ ہوتا ہے جیسے مرد کو عورت کے روپ میں زنا نہ کام کرتے ہوئے
دیکھ کر۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے مردوں کو آپ اپنی محبت اور عقیدت کا مستحق
نہیں سمجھتیں۔ اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسی عورتیں بھی مرد کی عقیدت و
محبت کی مستحق نہیں بن سکتیں۔“
کھانا کے چہرے پر دل کی خوشی چک اٹھی۔

رائے صاحب نے جگلی لی: آپ بہت خوش ہیں کھنا جی!

کھنا بولے: مالتی ملے تو پوچھوں کہ اب کہئے؟

ہتا آگے بڑھے: میں انسانی ارتقا میں عورت کے درجے کو مرد کے
درجے سے بہتر سمجھتا ہوں، اسی طرح جیسے پریم، تیاگ اور بھگتی کو ہنسا اور شر
وفادا سے بہتر سمجھتا ہوں۔ اگر ہماری دیوبیان پیدائش اور پروردش کے پاک مندر
کو چھوڑ کر ہنسا اور رہائی کے خون ریز میدان میں آنا چاہتی ہیں تو ان سے
سامنح کا بھلانہ ہو گا۔ میں اس بارے میں مستقل ہوں۔ مردنے اپنے ھمندیں
اپنی شیطانی شہر کو زیادہ اہمیت دی، وہ اپنے بھائی کے حق چھین کر اور
اس کا خون بہار کر سمجھنے لگا کہ اس نے بہت بڑی فتح پائی۔ جن بچوں کو دیوبیان
نے اپنے خون سے پیدا کیا اور پالا۔ انھیں بتوں اور مشین گنوں اور ڈینکوں کا
شکار بنا کر وہ خود کو فاتح سمجھتا ہے۔ اور حرب ہماری ہی ما میں ان کی پیشانی پر
زعفرانی ٹیکا لگا کر اور انھیں اپنی دعاوں کی نیڑہ ہنسا کر خونی میدان میں سمجھتی ہیں
تو کیا عجب کہ مرد نے خوزینی ہی کو دینی کی فلاخ کی چیز سمجھی اور اس کی خونی زشت
ر دز بر دز بڑھتی گئی! اور آج ہم دیکھ رہے کہ یہ شیطنت زور پکڑ کر کل دنیا کو
ردمدی اجا ندازوں کو کھلنی، ہری بھری کھنڈیوں کو جلاتی اور آباد بستیوں کو جاڑتی

پل جاتی ہے۔ دیلوئو! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آپ اس شیطنت میں مدد یکر
اس میدان جنگ میں کو دکر دینا کی بھلانی کریں گی؟ میں آپ سے الجا کرتا ہوں کہ
باہ کاروں کو اپنا کام کرنے دیجئے اور آپ اپنے دھرم پر نگاہ رکھئے۔
کھنڈا ہونے تا ملتی کی گردان ہی نہیں انھیں یا

رائے صاحب نے ان خیالات کی تائید کی: مہنا کہتے تو یہیں ہی میں!
بھلی کے اپدیٹر بھجئے: مگر کوئی نئی بات تو نہیں کہی۔ سحریک نواں کے
خالیفین ایسی ہی اوث ٹپانگ باتوں کا سہارا لیا کرنے ہیں میں یہ مانتا ہی نہیں
کہ نیاگ اور پریم سے دینا نے رقی کی ہے۔ دینا نے رقی کی ہر جو امردی سے
محنت سے عقل سے اور دبدبہ سے!

خورشید نے کہا: اچھا، سننے دیجئے گایا اپنی ہی گائے جائے گا!
ہتھا کی نقریر جاری کھی: دیلوئو! میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو کہتے ہیں
کہ عورت اور مرد میں مساوی طاقت درغبت ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں
ہے۔ اس سے زیادہ بھائیک بھوٹ کا میں خیال ہی نہیں کر سکتا یہ وہ بھوٹ ہے جو
پشتہاپشت کے حاصل کئے ہوئے سحر بے کو اسی طرح دھک لینا پا ہتا ہے
جیسے باول کا ایک ٹکڑا سورج کو دھک لیتا ہے۔ میں آپ کو آگاہ کئے دیتا
ہوں کہ آپ اس جاں میں نہ ہپھیں، عورت مرد سے اتنی ہی برتر ہے جبکی روشنی
تاریکی سے، انسان کے لئے چھٹا (دیا) نیاگ اور اہنسا نزدیگی کے اعلیٰ ترین
معیار ہیں۔ عورت اس معیار پر پہنچنے کے لئے صدیوں سے زور لگا رہا ہے، مگر اب
کا سہارا لے کر اس معیار پر پہنچنے کے لئے صدیوں سے زور لگا رہا ہے، مگر اب
تک کامیاب نہیں ہو سکا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی ساری روحاں میں ایک طرف
اور عورتوں کا ایک طرف!

تماں بھیں اور سارا الہل اٹھا، راستے صاحب نے خوش ہو کر کہا تھا تو مہتا وہی
کہتے ہیں جو ان کے دل میں ہو۔“
اوٹکارنا تھا نے تنقید کی: لیکن باقی سب ہی پرانی ہیں، بالکل مُڑی ہوئی۔“
پرانی بات بھی رو عانی طاقت کے ساتھ کہی جاتی ہے تو نہیں ہو جاتی، ہو۔“
جو ایک ہزار روپے ہر ہمینے لیکر عیش و عشرت میں اڑاتا ہوا سیں میں رو عانی
جیسی شے رہ نہیں سکتی، یہ صرف پرانے خیال والی سورتوں اور دیے ہی مردوں
کے خوش کہنے کے ڈھنگ ہیں۔“
کھتنا نے ماں کی طرف دیکھا: یہ کیوں بھولی جا رہی ہیں؟ انھیں تو نہ را
چاہیے۔“

خورشید نے کھنا کو اکسایا: اب تم بھی ایک لچکر دے ڈالو۔ کھنا، ورنہ
ہتا تمھیں اکھاڑ پھینکے گا۔ نصف میدان تو اس نے ابھی مار لیا ہو۔“
کھنا کھسپا کر بولے: میری نہ کہنے، میں نے ایسی کتنی ہی چڑیوں کو پھنسا کر
چھوڑ دیا ہو۔“

راستے صاحب نے خورشید کی طرف آنکھیں مار کر کہا: آج کل آپ
سورتوں کے سماج کی طرف بہت آتے جاتے ہیں۔ پچ کھنا، کتنا چندہ دیا؟“
کھنا جھینپ گئے: میں ایسے ساجوں کو چندہ نہیں دیا کرتا جو ہبز بازی
کا ڈھونگ کر کے بدکاری پھیلاتے ہیں۔“

ہتاکی لقرر حاری تھی۔“ وہ کہ رہے تھے کہ جتنے فلسفے اور سائنس کے موجود
ہوئے وہ رد ہوئے بقیتے بڑے بڑے مہاتما ہوئے وہ سب غردد تھے۔
سب ہری سورا نسبہ ہی سیاسی ماہر بڑے بڑے چاڑاں اور بڑے بڑے سب کچھ مردی
تھے۔ لگان بُدل کی جماعت نے مل کر کیا کیا؟ مہاتما اور نہادی بائیوں نے دُبنا

میں خون کی ندیاں بہانے اور نفرت کی آگ بھڑکانے کے سوا اور کیا کیا؟ سوراوں
نے بھایوں کی گردن کاٹنے کے سوا اور کیا یادگار چھوڑی؟ یا اسی ماہروں کے
نشانات اب صرف مٹی ہوئی سلطنتوں کے کھنڈ رہے گئے ہیں اور مرجدوں نے
انسان کو میشنا کاغلام بنا دینے کے سوا اور کونا مستحکم کر دیا ہے؟ مردوں
کے بنا تے ہوئے متدن میں سکون کہاں ہے، تعادن کہاں ہے؟“

اوپنکارنا تھا اٹھ کر جانے کو تیار ہوئے۔ رمیوں کے منہ سے بڑی بڑی

بائیں سن کر بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔“

خورشید نے ان کا ہاتھ پکڑ کر سُجایا۔ آپ بھی اٹھیرے صاحب پورے
پونگاہی رہے۔ اجی یہ دنیا ہی جس کے جی میں جو اتنا ہی کم تھا کچھ لوگ سنتے ہیں اور
تاالیاں بجاتے ہیں؛ چلنے قصہ ختم۔ ایسے ایسے بے شمار مہتاً امیں گے اور چلے
جائیں گے اور دنیا اپنی چال چلی رہی گی۔ یہاں بگڑنے کی کون سی بات ہے؟“
”جھوٹ سن کر مجھ سے رہا ہیں جاتا۔“

رائے صاحب نے بڑھا وادیا۔ فاختہ کے منہ سے سینوں کی سی بات
سن کر کس کا جی نہ جعلے گا؟“

اوپنکارنا تھا پھر بیٹھ گئے۔ مہتا کی تقریر جاری تھی: میں آپ سے پوچھتا
ہوں کہ کیا باز کو چڑیوں کا شکار کرتے دیکھ کر ہنس کو یہ زیب دے گا کہ وہ بالروہ
کی پر سکون فضا کو چھوڑ کر چڑیوں کا شکار کرنے لگے؟ اور اگر وہ شکار کی بن جائی
 تو کیا آپ اسے مبارک باد دیں گے؟ ہنس کے پاس اتنی تیز جو نیچے نہیں ہی، اتنی
تیز چھل نہیں ہیں، اتنی تیز آنکھیں نہیں ہیں، اتنے تیز پر نہیں ہیں اور اتنی تیز خون
کی پیاس نہیں ہی۔ ان آلات کو اکٹھا کرنے میں اسے صدیاں لگ جائیں گی
پھر بھی وہ بازن سکے گایا نہیں اس میں شک ہے مگر بازمبنے یا نہ بنے اور ہنس

بڑھ جائے گا، وہ ہنس جو میں مکتا ہوا۔“

خورشید نے تقدیم کی: “تو شاہروں کی سی ولپیں میں سادہ باز بھی

ٹھنڈا کر کنی ہر جیسے زیارت۔“

اوونکارنا تھا خوش ہو گئے: اس پر آپ فلاسفہ بنتے ہیں، الیہی ہی یلو

کے بیل برتے پر! ”کھنانے دل کا غبار نکالا۔“ فلاسفہ ہیں فلاسفہ کی دم ہیں۔ فلا

دہ ہو جو.....“

انکارنا تھے بات پوری کی جو سچائی سے خوب جی نہ ڈگے۔“

کھنا کو یہ بات پندرہ آئی۔ میں سچائی جھٹائی ہیں جانتا، میں تو فلاسفہ

اسے کہتا ہوں جو سچا فلاسفہ ہو۔“

خورشید نے داد دی: فلاسفہ کی آپ نے کتنی سچی تعریف کی ہے۔ وادہ!

سبحان اللہ! فلاسفہ ہی جو سچا فلاسفہ ہو! کیوں نہ ہو۔“

ہتھا آگے بڑھے: میں ہیں کہتا کہ عورتوں کو علم کی ضرورت نہیں ہے۔

ہے اور مردوں سے زیادہ۔ میں ہیں کہتا عورتوں کو طاقت کی ضرورت نہیں

ہے۔ سہے اور مردوں سے زیادہ۔ لیکن یہ علم ہیں اور وہ طاقت ہیں جس کو

مردنے دینا کو میداں جنگ بناؤ الا ہی۔ اگر وہی علم اور وہی طاقت آپ بھی

لے لیں گے تو دنیا ریاستان بن جائے گی۔ آپ کا علم اور آپ اقتدار

نشہد اور بر بادی میں ہیں، پیدائش اور پورش میں ہے۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ

دوں سے انسان کو بخات، بروگی یا دفتر و دل اور عدالتوں میں زبان

اور قلم چلانے سے ان ادھار ہو جائے گا؟ ان لفظی غیر قادری اور بتاہ کن

حقوق کئے آپ ان حقوق کو چھوڑ دینا چاہتی ہیں جو آپ کو قدرت نے

عطائے کئے ہیں؟“

سرجن اب تک بڑی بہن کے اوپر سے جبلت کئے بیٹھی تھی۔ اب نہ را
گیا۔ پکارا تھی: "ہمیں دوٹ چاہیئے مردوں کے برابر۔"
اور کئی فونٹ ٹور توں نے فرے لگائے: "دوٹ! دوٹ!"
اونجکارنا تھے نہ کھڑے ہو گزور سے کہا۔ نوانی بیٹھے خالقوں کی پچھی
پنجی ہوا!

ماتی نے میز پر ہاتھ پٹک کر کہا: "چپ رہو، جو لوگ موافق باخنا
میں کچھ کہنا چاہیں گے اُسیں کافی موقع دیا جائے گا!"
ہتھا بلوے: دوٹ نئے جگ کا جال ہے، فریب ہی، لکنک ہی،
وھو کا ہی۔ اس کے چکر میں پڑ کر آپ نہ ادھر کی ہوں گی نہ ادھر کی۔ کون کہتا
ہی کہ آپ کا دائرہ عمل محدود ہے اور اس میں آپ کو جو ہر نئی کاموں پر ہیں
لتا۔ ہم سب ہی پہلے انسان ہیں، بعد کو اور کچھ۔ ہماری زندگی ہمارا میر ہے۔
دہیں ہماری پیدائش ہوئی ہیں، وہیں ہماری پروردش ہوئی ہے۔ اور وہیں
زندگی کے سارے کاروبار ہوتے ہیں۔ اگر یہ دائیرہ محدود ہے تو لامحدود
کون ہے؟ کیا وہ کئی کئی جگہ جہاں باقاعدہ چھینا جبھی ہے؟ جس کا رغنا
میں انسان اور اس کا نصیب بتاہے اسے چھوڑ کر آپ ان کا رخاؤں میں
جاانا چاہتی ہیں جہاں انسان پیاسا جانا ہے، جہاں اس کا خون نکالا جانا ہے، کیا!

مرزا نے ڈکا: "مردوں کے علم ہی نے تو ان میں بغاوت کی اپرٹ
پیدا کر دی ہے۔"

ہتھا بلوے: "بے شک مردوں نے بے انصافی کی ہے، مگر اس کا یہ جائز
نہیں ہے۔ بے انصافی کو مٹایے لیکن خود کو مٹا کر نہیں۔"
ماتی بولی: "عورتیں اس لئے حقوق چاہتی ہیں کہ اُن کا استعمال کریں

اور مردوں کو ان کے لئے جا استعمال سے باز کھینچیں۔

ہنا نے جواب دیا: دنیا میں سب سے بڑے حقوق خدمت اور قرآنی سے ملتے ہیں اور وہ آپ کو ملے ہوئے ہیں۔ ان حقوق کے سامنے دوٹ کوئی چیز نہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ، ہماری بہنیں مغرب کی بات لے رہی ہیں جہاں عورتوں نے اپنا مرتبہ کھو دیا ہے اور ماں کو کے درجے سے گر کر شوق دلپسند کی چیز بن گئی ہیں۔ مغرب کی عورت آزاد ہونا چاہتی ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ عیش کر سکے۔ ہماری باؤں کا معیار کبھی نہیں رہا۔ انہوں نے صرف خدمت کے حقوق سے ہمیشہ گرتی جلائی۔ مغرب میں جو چیزیں عمدہ ہیں وہ ان سے پہنچتے۔ نہ تن میں ہمیشہ لین دین ہوتا آپا ہے، مگر کوران تقلید تو دماغی کمزوری ہی کی حالت ہے۔ مغرب کی عورت آج تھر کی ماں کو نہیں رہنا چاہتی عیش و عشرت کی زبردست خواہش نے اسے بالکل آزاد نہیں دیا ہے۔ اس نے اپنی شرم اور بزرگی کو جو اس کی سب سے بڑی پولجی تھی شوٹی اور تنفر تھی کی سندی پر قرآن کر دیا ہے۔ جب میں وہاں کی علمی یافتہ لڑاکوں کو اپنی شکل کی یا اپنے بھرے ہوئے گول بازوؤں کی یا اپنی عربیانی کی نمائش کرتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ تو مجھے ان پر رحم آتا ہے۔ ان کی خواہشوں نے انھیں اتنا منلوب کر دیا ہے کہ وہ اپنی لارج کا بچپا دبھی نہیں کر سکتیں۔ عورت کی اس سے زیادہ اور کیا گراوٹ ہو سکتی ہے؟

رائے صاحب نے تایاں بجا میں۔ ہال تایوں سے گونج اٹھا ہیسے پناخوں کی بارڈیں چھوٹ رہی ہوں۔ فرزاد صاحب نے ایڈیٹر سے کہا اس کا جواب تو آپ کے پاس بھی نہ ہو گا؟“
ایڈیٹر نے بے پرواںی سے کہا: ”ساری انقرپر میں انہوں نے یہی ایک

بات سچ کہی ہے؟"

"تب تو آپ بھی مہتا کے مرید ہوئے۔"

"جی نہیں، ہم لوگ کسی کے مرید نہیں ہوتے میں اس کا جواب کھوچ نکالوں گا۔ بھلی میں دیکھنے گا۔"

"اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ حق کی تلاش نہیں کرتے صرف اپنی بات کے لئے لڑنا چاہتے ہیں۔"

رائے صاحب نے آڑے ہاتھوں لیا: اسی پر آپ کو اپنی حق پسندی کا غزوہ ہے؟"

ایڈیٹر صاحبست قبل رہ گئے۔ وکیل کا کام اپنے موکل کا بھلا دیکھنا ہے، سچ یا جھوٹ کی جانچ نہیں۔"

"تو یوں کہئے کہ آپ ہاتھوں کے وکیل ہیں؟"

"میں ان سب ہی لوگوں کا وکیل ہوں جو کہ درہ میں بے کس ہیں اور منظوم ہیں۔"

مہتا جی کہہ رہ تھے: اور یہ مردوں کی سازش ہے۔ عورتوں کو اونچی چلنی سے محیث کر اپنے برابر بنانے کے لئے، ان مردوں کے برابر جو بزرگ ہیں، اُن میں ازدواجی زندگی کی ذمہ داری سنبھالنے کی قابلیت نہیں ہے جو آزادانہ نفس پرستی کی لہر میں ساندھوں کی طرح دوسروں کے ہر سے بھری کھیتوں میں منہ مار کر اپنی گیسنے خواہنہوں کو پورا کرنا چاہتے ہیں! مغرب میں ان کی سازش کا میا بب ہو گئی اور عورتیں تملیاں بن گئیں مجھے یہ کہتے شرم آتی ہے کہ اس تیاگ اور تپیٹا کی سرزمین ہندوستان میں بھی کچھ دہی ہوا اپنی چلی ہے۔ خصوصاً ہماری تعلیمیافہ بہنوں پر وہ جادو بڑی نیزی سے چڑھ رہا ہے۔

دہ گرست حورت کے دھرم کو پھر لڑ کر تیلوں کا زنگ پکڑ رہی میں ۔

سرخ بھر دک کر بولی ۔ ہم مردوں کی صلاح نہیں مان سکتے۔ اگر وہ اپنے
بارے میں آزاد نہیں تو وہی بھی اپنے لئے آزاد نہیں۔ لذیجان اب شادی کو
پیشہ نہیں بنانا چاہتیں۔ اب تو وہ صرف پریم کے ناتے بیاہ کریں گی ۔

زندگے نایاں بھیں، خاص کر ابھی قطاروں میں جیاں حورتی نہیں،
ہتنا نے جواب دیا تجھے تم پریم کہتی ہو وہ دھوکا ہے، بھر دکی ہوئی خواہ،
کا بگڑا ہواروپ، اسی طرح ہیسے سیناس صرف بیک مان سکنے کی مہذب شکل
ہے۔ دہ پریم اگر ازدواجی زندگی میں کم ہے تو آزادانہ عیش میں بالکل ہیں۔
بھی خوشی، سچا سکون، صرف خدمت میں ہے۔ وہی حقوق کا منع ہے۔ وہی
طاقت کے پیدا ہونے کی بھر ہے۔ خدمت ہی دہ سینٹ ہے جو زندگی دشوار
کو تمام عمر مجت اور بار بھی امداد کے رشتے میں جوڑے رکھتا ہے جس پر بڑے
بڑے صدر مہ کا بھی کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جہاں خدمت نہیں ہے وہیں طلاق
ترک اور بار بھی براعتقادی ہے اور آپ پر مردانہ زندگی کی کشتمی کا ناجزا ہونے
کے سبب زیادہ ذمہ داری ہے۔ آپ چاہیں تو کشتمی کو آندھی اور طوفان میں
بھی بار لگا سکتی ہیں اور آپ نے غفلت کی تو کشتمی ڈوب جائے گی اور اس
کے ساتھ آپ بھی ڈوبنے سے نجک سکیں گے ۔

نقیرِ حرم ہو گئی۔ مسئلہ بحث طلب تھا اور کسی حورتوں نے اجازت نہیں
گز دی۔ بہت ہو گئی تھی، اس لئے مالتی نے ہتنا کا فکر کیا ادا کر کے جلسہ برپا
کر دیا۔ ہاں یہ اطلاع دے دی گئی ہے کہ لگے اتوار کو اس مومنوں پر کسی دوستی
اپنے خالات کا اخبار کریں گی۔
لائے صاحب نے ہتنا کو مبارک بھادروی ۔ آپ نے میرے جی کی بدلی۔

۔ مشریعہ تھا میں آپ کے ایک ایک لفظ سے متفق ہوں ۔“

مالتی نہیں ہے آپ کیوں نہ مبارک بادوں گے چور چور موسیرے بھائی جو ہوتے ہیں۔ مگر سارا اپدیش غریب عورتوں ہی کے سر پر کپوں تھوپا جاتا ہے ان ہی کے سر پر کیوں معیار اور اثیار پر عمل کرنے کی ذمہ داری لادی جاتی ہے؟“

مہتا بولے: اس لئے کہ وہ بات کو محنتی ہیں ۔“

مکنانے والتی کی طرف اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے دیکھ کر گو باس کے دل کی بات سمجھتے ہوئے کہا: ”ڈاکٹر صاحب کے یہ خیالات بھی تو کوئی سوال پہلے کے معلوم ہوتے ہیں ۔“

مالتی نے ترش رو ہو کر پوچھا: ”کون سے خیالات؟“

”یہی خدمت اور فرض وغیرہ کے ۔“

تو آپ کو یہ خیالات سو سال پچھرے ہوئے معلوم ہوتے ہیں تو مہربانی کر کے اپنے تازہ خیالات بتایئے عورت مرد کیسے سکھی رہ سکتے ہیں۔ اس کا کوئی تازہ فتح آپ کے پاس رہی؟“

کھنا کھھائے گئے بات کبھی تھی۔ مالتی کو خوش کرنے کے لئے وہ اور گڑ اٹھی رہے ہیں۔ یہ نجہ مہتا صاحب کو معلوم ہو گا؟“

ڈاکٹر صاحب نے بتایا اور آپ کے خیال میں وہ سو سال پرانا، تو قریباً نجہ آپ کو بتانا چاہئیتے۔ آپ کو معلوم نہیں کہ دنیا میں ایسی بہت سی ہاتھیں ہیں جو کبھی پرانی ہو ہی نہیں سکتیں سماج میں اس طرح کے مسئلے ہمیشہ اُنھیں رہتے ہیں اور ہمیشہ اُنھیں رہیں گے ۔“

منز کھنا برآمدے میں چلی گئی تھیں۔ مہتا نے ان کے پاس جا کر

پر نام کرتے ہوئے پوچھا: ”میری تقدیر کے بارے میں آپ کی کیا رائی رہی؟“

مسزخنلنے آنکھیں جھکا کر کہا: اچھی تھی بہت اچھی تھی۔ مگر ابھی آپ کو نوار
ہیں جب ہی عورتیں دیوبان ہیں، برتر ہیں اور زندگی کے چیاز کی نادا ہیں۔ بیاہ
کر لیجئے پھر مپوچوں گی کہ اب عورتیں کیا ہیں اور بیاہ آپ کو کرنا پڑے گا کیونکہ
آپ بیاہ سے منہ چرانے والے مردوں کو بزدل کہہ چکے ہیں۔“
ہتاہنے: اسی کے لئے تو زمین تیار کر رہا ہوں۔“
”مس مالتی کا جوڑا بھی اچھا ہو۔“
شرط بھی ہو کہ وہ کچھ دن آپ کے چرنوں میں بلطفہ کر آپ کو استریوں
کا دھرم سکھیں۔“
”دہی شوار تھی مردوں کی بات! آپ نے مردوں کے فرائض یکھے
لئے ہیں؟“

بھی سوچ رہا ہوں کہ کس سے سکھوں۔“
”مسزخنلنے آپ کو بہت اچھی طرح سکھا سکتے ہیں۔“
ہتاہنے قہقہہ مارا: نہیں میں وہ فرائض بھی آپ ہی سے سکھوں گا۔“
”اچھی بات ہے، بھی سے سیکھئے۔ ہلکی بات بھی اگر کہ بھول جائیتے
کہ عورت برتر ہے اور ساری ذمہ داری اسی پر ہے۔ برتر مرد ہے اور اسی
پر گستی کا سارا بار ہے۔ عورت میں خودی اور نفس کشی اور فرض کی ادائیگی کا
احساس سب کچھ دہی پیدا کر سکتا ہے اگر اس میں یہ باتیں نہیں ہیں تو عورت
میں بھی نہ آئیں گی۔ عورتوں میں جو آج بغاوت ہو، اس کا سبب مرد ہیں ان
اوھات کا نہ ہونا ہر۔“

مرزا صاحب نے مہنا کو گود میں اٹھایا اور بولے ”مبارک!“
ہتاہنے سوالیں نکالا ہوں سے دکھا: آپ کو میری نقیر پسند آئی؟“

تقریر تو خوبی تھی ویسی تھی مگر کامیاب خوب رہی۔ آپ نے پری گوشیش
میں اتار دیا۔ اپنا بھاٹ سراہنے کہ جس نے آج تک کسی کو منہ نہیں لگایا وہ آپ
کا لفہ پڑھ رہی تھی۔

مسز کھنانے دبی زبان سے کہا: "جب نشہ پھر جائے تو کہیئے۔"
مہتا نے بے پرواٹ سے کہا: مجھے جیسے کتاب کے کہرے کو کون عورت
پسند کرے گی، ادیوی جی؟ میں تو پکا معیار پرست ہوں۔"
مسز کھنانے اپنے شوہر کو موڑ کی طرف جانے دیکھا تو ادھر ملی گیسیں
مرزا بھی باہر چلے گئے۔ مہتا نے پلیٹ فارم پر سے اپنی چھڑی اٹھائی اور باہر
جانا چاہئے تھے کہ مالتی نے آگر ان کا ہاتھ پھر طلبیا اور اصرار کرتی ہوئی بولی۔
آپ ابھی نہیں جاسکتے۔ چلنے، پاپا سے آپ کی ملاقات کراؤں اور آج ویسیں
کھانا بھی کھائیں۔"

مہتا نے کان پر ہاتھ رکھ کر کہا: "نہیں مجھے معاف کیجئے۔ وہاں سفر
میری جان کھا جائے گی۔ میں ان لڑکیوں سے پہت گھبراتا ہوں۔"

"نہیں نہیں، میں ذمہ لیتی ہوں جو منہ بھی کھو لے۔"

"اچھا، آپ چلنے میں ذرا دیر میں آجائوں گا۔"

"جی نہیں یہ نہ ہو گا۔ میرا موڑ سرچھ کو لے کر چل دیا۔ آپ مجھ کو پہنچانے
 تو چلیں گے ہی۔"

دونوں مہتا کے موڑ میں میٹھے۔ موڑ جلا۔ لمجھ بھر بعد مہتا نے پوچھا
"میں نے ناہی کہ کھاجی اپنی بیوی کو مارا کرتے ہیں۔ جب سے مجھے ان کی
صورت سے نفرت ہو گئی ہے۔ جو آدمی اتنا بے رحم ہوا سے میں انسان نہیں
سمجھتا۔ اس پر آپ عورتوں کے بڑے خیرخواہ بنتے ہیں! تم نے کبھی نہیں

بمحایا نہیں؟"

الٹی ذرا بگڑ کر بولی: "تالی ہمیشہ دونوں ہاتھوں سے بھتی ہی، یہ آپ بھل رہے ہیں۔" "میں تو اسے کسی بسب کا خیال ہی نہیں کر سکتا کہ کوئی مرد اپنی عورت کو مارے۔"

"خواہ عورت کتنی ہی بذیبان ہو؟" "ہاں کتنی ہی؟"

"تو آپ ایک نے قسم کے آدمی میں۔"

"اگر مرد بد مزاج ہو تو تھاری رائے میں اس مرد پر نہڑوں کی بوچار کرنی چاہتی ہے، اکیوں؟" "عورت میں صحتی چھما ہو سکتی ہے۔ انی مرد میں نہیں۔ آپ نے خود آج یہ بات نیلم کی ہے۔"

تو عورت کی چھما ہی کا یہ صلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم کھنا کو من لگا کر لے اور بھی شدید تھاری دھمکتی عزت کرتا ہی، تم سے اسے حستنی عقیدت، ہی اس کے سبب تم بڑی آسانی سے اسے یہ دھا کر سکتی ہو۔ مگر تم اس کی صفائی دے کر خود اس قصور میں شرکیک ہو جاتی ہو۔"

مالی برادر دختہ ہو کر بولی: "تم نے اس وقت یہ تذکرہ فضول ہی چھپ دیا میں کسی کی براٹی نہیں کرنا چاہتی۔ مگر ابھی آپ نے گونبدی دیلوی کو پہچانا نہیں آپ نے ان کی بھولی بھالی، یہ دھمکی سادی صورت دیکھ کر سمجھ دیا کہ وہ دیلوی ہیں، میں انھیں اتنا دنچا درج نہیں دینا چاہتی۔ انھوں نے مجھے بنام کرنی کی صحتی کو شکش کی ہے۔ مجھ پر جیسے جیسے ٹھلے کئے ہیں، وہ بیان کروں تو آپ

نگ رہ جائیں گے اور تب آپ کو ماننا پڑے گا کہ ایسی عورت کے ساتھ ہی سلوک ہونا چاہیئے۔“

“آخرا نہیں آپ سے جو اتنی نفرت ہے اس کا کوئی سبب تو ہو گا؟“

“سبب ان سے پوچھئے۔ مجھے کسی کے دل کا حال کیا معلوم؟“

ان سے بلا پوچھے بھی قیاس کیا جا سکتا ہو اور وہ یہ ہو: اگر کوئی مرد میرے اور میری عورت کے درمیان میں آنے کی ہفت کرے تو میں اسے گولی مار دوں گا۔ اور اسے نمار سکوں گاؤ اپنے سینے میں مار لوں گا! اسی طرح اگر میں کسی عورت کو اپنے اور اپنی بیوی کے درمیان میں لانا چاہوں تو میری بیوی کو بھی حق ہو گہد جو چاہتے سو گرے۔ اس بارے میں میں کوئی سمجھوتہ نہیں کر سکتا۔ غیر سائنسی نک جذبہ ہو جو ہم نے اپنے دشمنی آباد اجداد سے پایا ہے اور آج کل کچھ لوگ اسے نامہذب اور غیر مخلبی سلوک کہیں گے۔ لیکن میں ابھی تک اس جذبہ پر فتح نہیں پا سکا اور نہ پانا چاہتا ہوں۔ اس بارے میں میں قانون کی پرواہیں کرتا۔ میرے گھر میں میرا فالون ہے۔“

مالتی نے تند لہجے میں پوچھا: مگر آپ نے یہ قیاس کیسے کر لیا کہ میں آپ کے لفظوں میں کھندا اور گوبنڈی کے بیچ میں آنا چاہتی ہوں؟ آپ اپنے قیاس سے میری نوہیں کر رہے ہیں۔ میں کھندا کو اپنی جو نیوں کی ذکر کے برابر بھی نہیں سمجھتی۔“

ہٹانے لئے اعباری کے لہجے میں کہا: یہ آپ دل سے نہیں کہہ رہی ہیں۔ میں مالتی اکیا آپ ساری دنیا کو بوقت سمجھتی ہیں؟ جو بات سب سری سمجھ رہی ہیں اگر وہی بات منزہ کھندا بھی سمجھیں تو میں انہیں الزام نہیں دے سکتا۔“

مالتی نے بھر جو کر گہا۔ دنیا کو دوسروں کے بدنام کرنے میں مزرا آتا ہے۔ یہ اس کا خاصہ ہے۔ میں اس کا خاصہ کیسے بدلت دوں؟ لیکن یہ مفت کی بدلتی ہے۔ ہاں میں اتنی بے مردت نہیں ہوں کہ کھنا کو اپنے پاس آتا و بکھر کر تکار درتی۔ میرا کام ہی ایسا ہے کہ مجھے سب ہی کی آؤ بھگت کرنا پڑتی ہے۔ اگر کوئی اس کا کچھ اور مطلب نکالتا ہے تو وہ وہ یہ

مالتی کا گلا بھر آیا اور اس نے منخہ بھیر کر رومال سے آنسو پوچھے۔ پھر ایک لمجھ بعد بولی: اور وہ کے ساتھ تم بھی مجھے مجھے اس کا رنج کو مجھے تم سے ایسی ایمڈن تھی ۔

پھر شاید اسے اپنی گمز دری پر افسوس ہے۔ وہ تیز ہو کر بولی۔ آپ کو مجھ پر حملہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر آپ بھی انھیں مردوں میں میں جو گئی عورت مرد کو ساتھ دیکھ کر ان پر انگلی اٹھلے بغیر نہیں رہ سکتا تو شوق سے اٹھائیتے۔ مجھے ذرا بھی پرواہ نہیں ہے۔ اگر کوئی عورت آپ کے پاس بار بار کسی نہ کسی چلے سے آئے، آپ کو اپنا دیوتا بھے، ہر ایک بات میں آپ سے صلاح نہ، آپ کے پیروں تسلی آنکھیں سمجھائے، آپ کا اشارہ پاتے ہیں اگل میں کو درپڑنے کو تیار ہو جائے تو میں دعوے سے کہہ سکتی ہوں کہ آپ اس سے بے رُخی نہ کریں گے۔ اگر آپ اسے نکلا سکتے ہیں تو آپ انسان نہیں ہیں۔ اس کے خلاف آپ کتنا تھی، یہ دلائل لاگر رکھ دیں گے میں نہ ماون گی۔ میں تو کہتی ہوں کہ بے رُخی تو دور رہی، نکلا نے کی تو پاشہ ہی کیا، آپ اس عورت کے پیروں کو دھوکہ کر پیش گے، اور بہت دن گذرنے کے قبل ہی وہ آپ کے دل کی رانی ہو گی۔ میں آپ سے باختہ جوڑ کر کہتی ہوں کہ میرے سامنے کھننا کا کبھی نام نہیں بھیجے گا۔

ہٹانے اس پت میں گواہ تھے سینکتے ہوئے کہا: شرط یہی ہے کہ
میں کھانا کو آپ کے ساتھ نہ دیکھوں۔“
میں انسانیت کا خون نہیں کر سکتی۔ وہ آئیں گے تو میں انھیں بھگاؤں گی
نہیں۔“

”ان سے کہئے کہ اپنی الہیہ کے ساتھ انسانیت سے پیش آئیں۔“
”میں کسی کے بخی معاملے میں دخل دینا مناسب نہیں سمجھتی اور نہ مجھے
اس کا کوئی حق ہے۔“
”تو آپ کسی کی زبان بھی بند نہیں کر سکتیں۔“
مالتی کا بنگلہ آگیا۔ موڑ رکی۔ الٹی اتر پڑی اور بلا با تھہ ملاسے چلی گئی
وہ یہ بھی بھول گئی کہ اس نے مہنا کو کھانے کی دعوت دی ہے۔ وہ تنلیہ میں
جا کر خوب رو ناچا ہستی ہے۔ گونبدی نے پہلے بھی حلے کئے ہیں۔ مگر آج اُس
نے جو حلہ کیا ہے وہ بہت سخت اور دل شکن ہے؟“

(۱۶)

رائے صاحب کو جب خبری کہ علاقے میں ایک واردات ہو گئی اور عجی
سے گاؤں کے بچوں نے جوانہ دھول کر لیا ہے تو فوراً نوکھے رام کو بلا کر جا ڈیتے
گیا۔ انہیں اس کی اطلاع نہیں دی گئی؛ ایسے نک حرام اور دعا باز آدمی کے
لئے ان کے دربار میں جگہ نہیں ہے۔

نوکھے رام نے اتنی گالیاں کھائیں تو ذرا گرم ہو کر بولے: میں ایکلا
خود ہے ہی تھا۔ گاؤں کے اور زنخ بھی تو تھے میں ایکلا کیا کر سکتا تھا؟“
رائے صاحب نے ان کی تو نمی کی طرف بچپی کی سی نوک داڑنگاہوں
سے دیکھا: مت بکوچی! تمہیں اسی وقت کہنا چاہیئے مقاک جب تک سرکار کو
اطلاع نہ ہو جائے میں بچوں کو جوانہ دھول نہ کرنے دوں گا۔ بچوں کو میرے
اور میری رعایا کے دریاں میں دفل دینے کا حق ہی کیا ہے؟ اس ڈانٹبادو
کے سوا علاقے میں اور گون سی آمدی، ہی؟

دھولی سرکار کے گھر گئی ابتدا یا اسمیوں نے دبایا۔ اب میں کہاں
جاوں؟ کیا کھاؤں، تھمارا سر؟ یہ لاکھوں روپیے سال کا خرچ کہاں کی آئے
افسوس ہے کہ دلپتوں سے کارندہ کا کام کرتے رہنے پر بھی مجھے آج تمہیں
یہ بات تبلانی پڑتی ہے۔ کتنے روپیے دھول ہوتے تھے ہوری سے؟“
نوکھے رام نے پٹشا کر کہا: اسی روپیے“

”نقد؟“
”نکداں کے پاس کہاں تھے سرکار؟ کچھ آناج دیا، کچھ میں اپنا گھر کھدیا“

راتے صاحب نے اپنی غرض کو چھوڑتے ہوئے ہورسی کی طرفداری کی؟ اچا
تو آپ نے اور آپ کے بھلا بھلگت پنڈت نے مل کر ایک معتراسامی کو تباہ کرنا!
میں پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں کو کیا حق خاک میرے علاقے میں مجھے اطلاع دینے
بغیر میرے اسامی سے جوانہ وصول کرتے؟ اگر میں چاہوں تو اسی بات پر آپ کو
اور اس خلیٹے پٹواری اور اس مکار پنڈت کو سات سال کے لئے جیل
بھجوائیکتا ہوں۔ آپ نے سمجھ دیا کہ آپ ہی علاقے کے بادشاہ ہیں میں کہے
دیتا ہوں کہ آج شام تک جرمانے کی پوری رقم میرے پاس پہنچ جائے ورنہ اچھا
نہ ہو گا۔ میں ایک ایک سے جلپی پس اک چھوڑ دیں گا۔ جائیے، ہاں ہوری اور اس
کے رہنے کے کمیرے پاس بیج دیجئے گا۔“

نوکرے رام نے دبی زبان سے کہا: اس کا ردا کا تو گاؤں چھوڑ کر جاگ
گیا، جس رات کو یہ داردات ہوئی اسی رات کو جما گا تھا۔“

راتے صاحب نے غصے سے کہا: جھوٹ مٹ کو تھیں معلوم ہر کہ
جھوٹ سے یہ رے بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ میں نے آج مک بھی نہیں تاکہ
کوئی نوجوان اپنی جیہتی کو اس کے گھر سے لا کر پھر خود بھاگ جائے۔ اگر میں سے
بھاگنا ہی ہوتا تو وہ اس لڑکی کو لاتا ہی کیوں؟ تم لوگوں کی اس میں بھی ضرور کوئی
شرارت ہے۔ تم گنجائیں ڈوب کر بھی اپنی صفائی دو تو میں ملنے کا نہیں۔ تم لوگوں
نے اپنے سانچ کی پیاری مرجاد کی حفاظت کے لئے اسے دھمکا دیا ہو گا۔
بیچارہ بھاگ نہ جاتا تو کیا کرنا؟“

نوکرے رام اس کی مخالفت نہ کر سکے۔ ماں کو کچھ کہیں سب مٹیک ہے۔
وہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ آپ خود مل کر جھوٹ پُچ کی ہائی کر لیں۔ بڑے آدمیوں
کا غصہ پوری پوری اطاعت چاہتا ہے اپنے خلاف ایک لفڑی بھی نہیں سُن سکتا۔“

پچھوں نے رائے صاحب کا یہ فیصلہ سناؤ نہ ہرن ہو گیا۔ غلہ تو بھی جوں کا توں
پڑا جو اتحاگر روپے تو کب کے غائب ہو چکے تھے۔ ہوری کام مکان رہن لکھا گئی اتحاگر
اس مکان کو دیہات میں کون پوچھتا ہی کہ میسے ہندو عورت شوہر کے ساتھ ہی گھر کی الگ
ہر اور شوہر کے چھوڑ دینے کیس کی نہیں رہتی اسی طرح یہ گھر ہوری کے لئے تو لاکھ
روپے کا ہر گھر اس کی اصلی قیمت تو کچھ بھی نہیں، اور ادھر رائے صاحب روپے لئے
بغیر منے کے نہیں ہی ہوری جا کر روا آیا ہو گا۔ پیشوری لال سب سے زیادہ نالف تھوڑے ان
کی تو نوکری ہی چلی جائے گی۔ چاروں آدمی اس مشکل مسئلے پر غور کر رہی تھے مگر کسی کی
عقل کام نہ کرنی تھی، ایک دوسرے کو ازادم دیتا تھا۔ پھر خوب جھنگڑا ہوا۔

پیشوری نے اپنی لمبی گردن ہلاکر کہا: میں منع کرتا تھا کہ ہوری کے معاملے میں
ہمیں چپ ہو کرہ جانا چاہیئے۔ گائے کے معاملے میں سب کو تاداں دینا پڑتا۔ اب
اس معاملے میں تاداں ہی سے گھلانہ چھوٹے کا بلکہ نوکری سے بھی باقہ دھونا پڑے گا
گھر تم لوگوں کو روپے کی پڑی تھی۔ نکالو! میں میں روپے۔ اب بھی کسل کی کہیں راجستہ
نے رپٹ کر دی تو رب کے سب بندھ جاؤ گے۔“

دا انادیں نے اپنا برہنی جلال دکھا کر کہا تیرے پاس میں روپے تو گیا، میں
پیسے بھی نہیں ہیں۔ برہنوں کو بھوج دیا گیا، ہوم ہوا اکیا اس میں کچھ لٹکا ہی نہیں؛
” رائے صاحب کی ہمت ہے کہ مجھے جہل (جیل) لے جائیں۔ برمنہ
بن کر گھر کا گھر مٹا دوں گا۔ ابھی انھیں کسی برہن سے پالا نہیں پڑا۔“

جنہنگر کی سنگھ نے بھی کچھ ایسی ہی بات کہی۔ وہ رائے صاحب کے
ذوکر نہیں ہیں۔ انھوں نے ہوری کو مارا نہیں، پیٹا نہیں، اس پر کوئی ذباوڈا لا
نہیں۔ ہوری اگر پر اسچت (کفارہ) کرنا چاہتا تھا تو انھوں نے اس کا مرتع دیا۔
اس کے لئے انھیں کوئی دکھ نہیں دے سکتا۔ مگر ذوکھے رام کی گردن اتنی آسانی